ہم اس آوازِ اقدس کو صدائے غیب کہتے ہین
فرشتے ہم زبان ہو کر وِلا لاریب کہتے ہین

عدو کہتے تھے آوازے تو آپ انجان بنتے تھے
وِلا مومن جو اس آواز پر قربان بنتے تھے
۲۴۰
وہ اس اخلاق اور اغماض پر حیران بنتے تھے
پیمبر انکی آہٹ پر لگائے کان رہتے تھے

اُدھر سے یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی
اِدھر سے مرحبا کی کان تک آواز جاتی تھی

دیا کرتے تھے وہ کفار کو اسلام کی دعوت
محبت آپ سے کرتے تو کرتے آپ بھی اُلفت
۲۴۱
بزرگی وہ اگر کرتے تو کرتے آپ بھی حُرمت
بغاوت آپ سے ہوتی تو ہوتی اُنکی خود ذلت

صدف تا ہر دو لب نارد بہم گوہر نمی خیزد
کہ از یک دست در عالم صدائے بر نمی خیزد

درِ سرکار پر آواز جب سائل لگاتے تھے
مدارا کے لئے جس روز گھر مین کچھ نہ پاتے تھے
۲۴۲
کرم سے آپ کے مفلس کبھی خالی نہ جاتے تھے
ندامت سے دُعائے خیر دیکر مسکراتے تھے

بجوشِ دل ندیدم گوش بر آوازِ سلطان را
کہ آوازِ گدا رونق دہد بابِ کریمان را

وِلا تصویرِ آوازِ مبارک ہو گئی کامل
۲۴۳
غلامانِ رسول اللہ مین ہم ہو گئے داخل

بحمد اللہ یہ عزت مصور کو ہوئی حاصل | تو جہ عالم رویا مین اُسپر ہوگئی مائل

لگی محنت ٹھکانے جان اپنی جان مین آئی
جزاک اللہ کی آواز اسکے کان مین آئی

دندانِ مبارک

بچشم آمد مرا دندانِ پاکش از لبِ خندان | کنون دارم بنقشِ حسنِ دندانش لب و دندان
۲۴۴ وِلا دندان فرو بردم بکارِ خویشتن چندان | کہ از ہر سو بگوشم خورد تحسینِ ہنرمندان

بناکامی کنون دندان بدندان می زند مانی
بحُسنِ صنعتِ تصویرِ دندان می نہد مانی

نظر آنے لگی جب سلکِ لولو اسکی بتیسی | دبائی اپنے دانتون مین وِلا بہزاد نے انگلی
۲۴۵ کہا صلِّ علیٰ اُتری ہے یہ تصویر کیا اچھی | مری آنکھونکو دانت اپنے دکہاتی ہی چمک اسکی

جلاے او بچشمِ مہر و مہ دندانِ صبح و شب
بچشم پارۂ دندانِ کوہ از عکسِ لعلِ لب

سخن سنجون نے دی تشبیہ دانتونکو گہر سے | نگاہِ نکتہ سنجان مین نظر آتے ہین اختر سے
۲۴۶ چمن مین باغبان کا استعارہ شبنمِ تر سے | کہا حبِّ نباتی انکو لب نے اپنی شکر سے

ہم انکو پارۂ الماسِ مخروطی سمجھتے ہین

ل لب و دندان داشتن یعنی قابلیت داشتن ۱۲
ع دندان فرو بردن یعنی ... کردن ۱۲
ع گوش خوردن ... شنیدن ۱۲
ع دندان بدندان ... یعنی افسوس خوردن ۱۲
ش دندان نهادن یعنی اعتراف کردن ۱۲
ش دندان صبح و دندان شب ... یعنی سپیدی صبح ۱۲
ش دندان کوہ کنایہ از لعل یا یاقوت ۱۲

بلاغت مین ہم اس تشبیہ کو پوری سمجھتے تھے

یہ موتی ہین تو تیسی انکھین کی سلک گوہر ہے حبیبِ تن کی تشبیہ گر شبنم سے بہتر ہے	۲۴۷	صدفِ انجم اگر وہ ہے تو ہر اک دانت اختر ہے اگر ہیرے کی کنی خود لاکھ تشبیہون سے بڑھکر ہے

کہا گوہر شناسون نے مسوڑھون سے ہوا روشن
یہان الماس کے زیور مین ہے یاقوت کا کندن

مسوڑے پھول مین شبنم کے قطرے کیون نہ ہون ان پر شفق ہے گر لبِ روشن تو ہین اختر یہ تابان	۲۴۸	یہ آئی حسب مین ہیرے کی لہر گویا ہے مسوڑھون پر دہن کو گر صدف کہئے تو ہین یہ گوہر غلطان

تعجب یہ ہے جب لب معدنِ لعلِ بدخشان ہے
تو ہیرے کس طرح اسمین ہین میری عقل حیران ہے

ستارہ میرے طالع کا انھین دانتون نے چمکایا قصیدہ اس دُرِ دندان کا جب ہمکو پسند آیا	۲۴۹	ہوا غواص مین اس بحرِ ذخارِ مضامین کا شہِ ذیجاہ نے منھ موتیون سے بھر دیا میرا

عدو کے دانت کھٹے ہو گئے ہونے لگا برہم
مزے قرصِ نباتی کی ثنا کے لوٹتے ہین ہم

زنخدانِ مبارک

ولا چاہِ ذقن کی جب کھینچی تصویر نورانی	۲۵۰	بھر آیا منھ مین پانی غرقِ خجلت ہو گیا مانی

مسرت سے سرا مر منھ پہ میرے پھر گیا پانی
نظر آیا مجھے اس چاہ میں محبوب کنعانی

فسون سازانِ حکمت چاہِ نخشب اسکو کہتے ہین
سخن سنجانِ مدحت چاہِ غبغب اسکو کہتے ہین

۲۵۱
فرشتون نے فلک پر اسکو چاہِ دلو سمجھا تھا
ولا چرخِ بریں نا چکر مین مثلِ چرخ چلتا تھا
جسے چاہِ ستارہ مین اُتر کر ہم نے جانچا تھا
اسی پر ڈول برجِ دلو کا چڑھتا اُترتا تھا

چمن مین نہر جاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے
یہ ساری آبیاری تھی اسی چاہِ زنخدان سے

۲۵۲
ہوا آبِ معلق سے ولا اس چاہ کا ٹھہرا
ترنجِ بے شجر ہوتے ہین اس گلزار مین پیدا
نہالِ قد پہ ہے سیبِ ذقن اس باغ کا میوا
اسی چاہِ زنخدان مین ہے سارا حسن یوسف کا

اسی کے عشق مین اک باولی ہے بانوِ زمزم
اسی کے چاہنے والون مین ڈانوان ڈول ہین اک ہم

۲۵۳
شمائل نے صراحت کی نہ اس چاہِ زنخدانکی
زنخدان اک ہے اوصافِ حسن سے خوبانکی
بنی ریشِ مبارک بھی نقابِ اس حسنِ پنہانکی
اسی سے بڑھ گئی تعریف مین جرأت سخندانکی

ذقن کی چاہ مین ڈوبے ہوے ہین ہم سخندانو
اسی تجنیس کو پھر اس کا ماخذ کیون نہ تم مانو

ماہِ نخشب یا چاہِ نخشب
ماہِ نخشب کہ حکیم ابن عطا
بنام مقنع ساختہ بود و از چاہ بر آوردہ
ساختہ بود و بر آوردہ ۱۲
چاہِ غبغب
چاہِ زقن ۱۲
چاہِ دلو یعنی برج دلو ۱۲
چاہِ ستارہ یعنی رصدگاہ ۱۲
آبِ معلق از ذقن ۱۲

اسی چاہِ ذقن سے باغِ تن کی آبیاری ہے اسی سے گلشنِ عارض مین خط کی سبزہ زاری ہے	۲۵۴	لعابِ لب اسی کی نھر ہے جو مُنھ سے جاری ہے اسی سے روے اقدس کے چمن مین گلعذاری ہے

وِلا ریشِ مبارک مین ہے یہ چاہِ ذقن پنھان
ہوا ظلمات مین جس طرح مخفی چشمۂ حیوان

اسی چاہِ ذقن سے منفعل تالاب ہوتے ہین اسی چاہِ ذقن سے تشنہ لب سیراب ہوتے ہین	۲۵۵	ندامت سے سمندر بھی وِلا آب آب ہوتے ہین اسی سے گلعذارون کے چمن شاداب ہوتے ہین

اسی گرداب سے گردش ہے چرخِ چاہِ زمزم کو
بھرا کرتے ہین ہم پانی اسی پر ناز ہے ہم کو

ریشِ مبارک

ز نقشِ ریشِ پیغمبر تو اے مانی ابا کردی مگر ریشِ سیاہ خود سپید از آسیا کردی	۲۵۶	ندارِی پیش ما ریشے چنین کارے چرا کردی کہ ریشِ خود بدستِ دیگرے دادی خطا کردی

ہر انکو در کمالِ ریش کندن خود ہمی کوشد
بدان ماند متاعِ قلب او را ریش بفروشد

نقوشِ موے ریشِ پاک کی اب آگئی باری جیسا اپنی مو شگافی صرف کردی ہم نے یان ساری	۲۵۷	بجاے مو قلم ہونے لگی ابرو سے تیاری کھنچی تصویرِ ریشِ پاک پیغمبر بہت پیاری

۱؎ ریش داشتن یعنی نہ داشتن ۱۲
۲؎ ریش سیاہ از آسیا سپید کردن یعنی ناتجربہ کار بودن ۱۲
۳؎ ریش خود بدست دیگرے دادن ـ کار خود را بدست دیگرے سپردن ۱۲
۴؎ ریش کندن یعنی سعی بسیار کردن ۱۲
۵؎ قلب [illegible] است یعنی [illegible] ۱۲

سزاے ریش خندۂ ریشِ پُر بادِ تواے مانی
بدستِ ما سپردی صنعتِ خود را بنادانی

۲۵۸
بہت کچھ پنجۂ خورشید نے کی ریش پردازی
ہوئی گو دریشو رکفار کی اس مین درازی
مرا ممدوح ریشِ آسمان پر لے گیا بازی
مگر چلنے نہ پائی ایک بھی ان کی سخن سازی

عدو پھٹکارتے ہین اپنی داڑھی کو سبب کیا ہے
اُڑایا اپنا مضمون چور کی داڑھی مین تنکا ہے

۲۵۹
یہی ریشِ مبارک رحل ہے عارض کے قرآنکی
یہی شانِ نزول اس آیتِ زلفِ پریشانکی
یہی رحلِ مبارک ریش ہے روے زنخدانکی
یہی تفسیر ہے اس صورتِ والشمسِ تابانکی

خطِ عارض سراپا ہالۂ ماہ درخشان ہے
یہ داڑھی جامعِ خط حافظِ آیاتِ قرآن ہے

۲۶۰
سکھون مین راجپوتون مین جو اکرام ہے اسکا
حنا مالون مین ایرانی لقب گلفام ہے اسکا
ہوائی زہر سے حفظِ تنفس کام ہے اسکا
دکن مین اے ولا ماہِ منور نام ہے اسکا

یہ اُس چہرے پہ ماہِ کاملِ عارض کا ہالا ہے
شفق رنگ حنا اور رنگ اس ہالے کا کالا ہے

۲۶۱
قصیدہ وہ ہے یہی مضمون حُسن وسے تابانکا
جبین مطلع تو ابروحُسنِ مطلع اسکے عنوانکا

وِلَا مقطع ہے یہ ریشِ مبارک اُس سخندانکا
یہی مجموعۂ اشعار ہے عارض کے دیوان کا

رباعی مونچھ اور ابروکی ہے روے مقدس مین
یہی ریشِ مبارک ٹیپ کا مصرع مخمس مین

خطِ عارض اسی ریشِ مبارک کا ہے دیباچہ
قلم سے کاتبِ قدرت نے خود لکھا ہے دیباچہ ۲۶۲
کتابی چہرۂ انور کا کیا اچھا ہے دیباچہ
یہ خاکہ ہے کسی کے مو قلم کا یا ہے دیباچہ

اسی خاکے مین ہے پرواز الوانِ خضابی کا
وہ دیباچہ تو یہ ہے خاتمہ روے کتابی کا

گھنے تھے بال ریشِ اقدسِ روے پیمبر کے
چمک بالونکی نورِ عارضِ روشن مین سرور کے ۲۶۳
سہانے بال گرداگرد تھے رخسارِ انور کے
شعاعی خط کو کرتی تھی خجل مہرِ منور کے

محاسن آپکی ریشِ مبارک کے بیان کیا ہون
مضامین جب کرورون بال سے باریک پیدا ہون

بروتِ مبارک

وِلَا بہزادمی مالد[۱] بروت خود بہ تصویرش
ندیدم در قلم پاسِ ادب ہنگامِ تحریرش ۲۶۴
بروتِ خویش[۲] از و برتافتم در حفظِ توقیرش
زبون کردم بروتش[۳] ریختم کاین بود تعزیرش

نگاہِ نازکِ من مو قلم گردید سرتاسر

[۵] بروت مالیدن یعنی [illegible] غرور کردن ۱۲
[۱] بروت برتافتن از کسی یعنی اعراض کردن [illegible] بروت لیسیدن از [illegible] ۱۲
[۳] بروت ریختن یعنی [illegible] کردن ۱۲

بلوحِ دل زدم نقشِ بروتِ پاکِ پیغمبر ﷺ

۲۶۵
خطِ لب کی بنی تصویرِ مشکین اس نزاکت سے
ولاؔ بہزاد نے منڈوائی ہین مونچھین مہارت سے
کہ اربابِ نظر نے داد دی اپنی بصیرت سے
بگڑ جامے سے وہ باہر ہے حُسنِ نقشِ صنعت سے

لبِ جان بخش پر تصویر کیا اچھی دکھائی ہے
اسی جوہر سے اُس شمشیرِ لب مین جان آئی ہے

۲۶۶
کمالِ صنع مین دشمن سے جب ہم داد لیتے ہین
ہم اب بہزاد کی نازک نگہ کو مان لیتے ہین
ولاؔ پھر اپنی مونچھون پر خوشی سے تاؤ دیتے ہین
بصیرت کی سند اسکو قبولِ دل سے دیتے ہین

ولاؔ وہ مونچھ کا ہے بال سرتا پا صداقت مین
مگر شاگرد وہ اپنا ہے نقاشی کی صنعت مین

۲۶۷
نظر آتی تھین لہریں ات مین حوضِ لبالب پر
نزاکت مین وہ مونچھین جوہرِ شمشیر تھین لب پر
نہ غالب تھی چمک عارض کی استاریکیِ شب پر
اثر ہوتا تھا اس شمشیر کا چشمِ مخاطب پر

مسلمان اس نزاکت پر ولاؔ قربان ہوتے تھے
مگر کفار مارے خوف کے بے جان ہوتے تھے

۲۶۸
نکل آئی ہین مونچھین اُس خطِ لب کی ترقی سے
ہوا روشن یہ نکتہ آپکے روے کتابی سے
جلی ہونے لگا خطِ خفی دیرینہ مشقی سے
لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے باریک بینی سے

لبون کا سُرمگین خط صفحۂ عارض کا مسطر ہے
بروتِ عنبرین - سطرِ کتابت کے برابر ہے

۲۶۹
لبِ نازک بلاغت مین ہے تیغِ آتشین پیکر
خطِ لب ہے اسی شمشیر جوہر دار کا جوہر
جوانمردانِ نامآور شجیعانِ عرب اکثر
دیا کرتے ہین دشمن کے مقابل تاؤ موچھون پر

وسیلہ رزم مین یہ خط ہے اظہارِ شجاعت کا
ذریعہ بزم مین ہے اعتبارِ حُسنِ صورت کا

۲۷۰
سخندان موچھ کی سبزی کو حُسنِ لب سمجھتے ہین
بلاغت مین سخنور اسکو زلفِ شب سمجھتے ہین
ولاہم موچھ کی تخلیق کا مطلب سمجھتے ہین
حفاظت کے لئے نتھنو نکی صنعِ رب سمجھتے ہین

ہوا بینی مین ان بالون سے ہر دم چھن کے جاتی ہے
سہارا اسکو ملتا ہے پلٹ کر جب وہ آتی ہے

۲۷۱
لبِ نازک پہ قائم ہین بروتِ نازکِ سرور
ہمیشہ سورۂ واللّیل خط ہے آپکے لب پر
نباشد حُسنِ تشبیہ خطِ لب بیش ازین بہتر
کہ از بیت الغزل موسوم گردندش سخن پرور

ولادو مصرعِ اوّل مین اُس ابروے عالی کے
یہی دو مصرعِ آخر ہین موزون اس رباعی کے

غبغبِ مبارک

نور ریش آسمان آمناہ
از خطوط شعاعی ٢

٢٧٢
یہان تصورِ غبغب مین طبیعت اپنی گھبرائی
نظر ریشِ مبارک پر جمی تھی مثلِ شیدائی
ہوئی رہبر ہماری شانۂ اقدس کی دانائی
اُسی کی موشگافی سے وِلاؔ تصویر اُتر آئی

مرا ہمدرد شانہ مو بمو سرگرمِ یاری تھا
ندامت کا پسینہ غبغبِ مانی سے جاری تھا

٢٧٣
مفصّل لکھ گئے جب حلیۂ فرقِ پیمبر کو
نقاب اسکی سمجھتے ہین اگر ہم ریشِ انور کو
تو پھر تعریف مین کیون تنک کر دین خاتمِ سر کو
تو پھر اسکے تعرض سے کیون چھپائین حسنِ جوہر کو

وِلا ریشِ فلک مین جرمِ کوکب چھپ نہین سکتا
نقابِ ریش مین خورشیدِ غبغب چھپ نہین سکتا

٢٧٤
جسامت آپکی تھی آخرِ عمرِ معلّے مین
وِلاؔ متروک ہے یہ آپکے ہر اک سراپا مین
تہِ ریشِ نبی غبغب تھا دیدہ چشمِ بینا مین
حبابِ منعکس ہم کو نظر آتا ہے دریا مین

سخنور غبغبِ جانان کو موجِ نہر کہتے ہین
ہم اس غبغب کو نہرِ خلد کی اک لہر کہتے ہین

٢٧٥
بدن کی فربہی مین نام اسکا غبغبِ کامل
ہوا غبغب وہانِ نازنین کے حسن مین داخل
اسی غبغب کو ہے حلِّ زنخدان کا شرف حاصل
زنخدان لے وِلاؔ دریاے غبغب کا ہی اک ساحل

بحورِ تن سے ترکِ موجِ غبغب ہو نہین سکتا

کسی ترکیب سے خالی مرکّب ہو نھین سکتا

۲۷۶

بلاغت مین بڑی تشبیہ سے توقیر غبغب کی
وِلاآبِ معلّق سے بنی تصویر غبغب کی
ہلالی شکل سے ہاتھ آگئی شمشیر غبغب کی
ہوئی خورشیدِ غبغب سے عیان تنویر غبغب کی

ہلال اس کا نظر آتا ہے مغرب کے کنارے سے
مگر ہوتا ہے غائب ایک انگلی کے اشارے سے

۲۷۷

سخنور گو اسے کہتے ہین خود مختار و وارستہ
بقولِ نکتہ سنجان یہ زنخدان کا ہے وابستہ
مگر یہ ہے مضافاتِ دہن کا جزوِ پیوستہ
اسی غبغب کو کہتے ہین عجم آبِ گرہ بستہ

یہی غبغب وِلاچاہِ زنخدان کا خزانہ ہے
یہی اُس خسروِ بالانشین کا سروخانہ ہے

۲۷۸

بلاغت نے کہا ہے اسکو سیم و سمتین سیمین
کبھی نرم و کبھی سخت و سبک گاہے کبھی سنگین
کبھی رہتا ہے یہ مانندِ عارض تازہ و رنگین
وِلا در عالمِ اجسام جرمِ طرفہ رنگست این

اگر سر اُٹھ گیا اوپر تو یہ خورشید بنتا ہے
اگر سر جھک گیا نیچے۔ ہلال عید بنتا ہے

۲۷۹

اسی غبغب کو شاعر گو سے سیمین فام کہتے ہین
ہنر دارانِ ہیأت ہالۂ اجرام کہتے ہین
ہلالی ہٹ سے اسکو غرۂ ایّام کہتے ہین
حکیمانِ جہان آویزشِ اندام کہتے ہین

فنِ تشریح سے اسکی حقیقت ہوگئی روشن
یہی آویزشِ سطحِ دہن ہے ہمسرِ گردن

۲۸۰
مسلّم ہے نبی کا حُسن فائق مہ جبینوں سے
نزاکت تھی اسی غبغب مین بڑھکر نازنینوں سے
سوا تھی انکے چہرے کی چمک سارے حسینوں سے
کسی پردے مین چھپ سکتا نھین تھا دوربینوں سے

بصیرت جس کو حکمت مین نھین وہ اسکو کیا جانے
وِلا ہم جانتے ہین اس قدر آگے خدا جانے

گردنِ مبارک

۲۸۱
بنقشِ گردنش چون شمع گردن برکشی مانی
چنان شبدیزِ طبعِ خویش آوردم بجولانی
زبانت را ببرّم تا خبر یابی زنادانی
کرمی خاری بناخن گردن خود از پشیمانی

زنقشِ گردنِ عالی سخن راندم بآئینے
کہ گوشم خورد از گردن کشانِ نظم تحسینے

۲۸۲
حقیقت وہ بھی سر کی یہ صراحی دار گردن ہے
وِلا یہ شمع کافوری بیاضِ صبح روشن ہے
اسی سے سربسر قالب کی رونق زینتِ تن ہے
یہی گلبن ہے جسپر بلبلِ سر کا نشیمن ہے

جھکی رہتی ہے یہ جھکتی ہے جیسی شاخِ بار آور
سبق گردن کشو نکو مل چکا ہے اس سے سرتاسر

۱؎ گردن برکشیدن [illegible]
[illegible]
بدون موحدہ استعمال [illegible]
کردن او را ن موحدہ را محذوف [illegible]
[illegible] باشدن ۱۲
۵؎ گردن کشان نظم
کنایہ از سخن گویان [illegible]

سرِ اقدس شگفتہ پھول تھا سرو کی گردن پر
مگر اخلاق سے تھا بارِ احسان سر کی گردن پر
۲۸۳ ولا احسانِ گردن جسطرح زیور کی گردن پر
عیان تھا بارِ گردن آپکے چنبر[1] کی گردن پر

سر و گردن بہم وابستۂ احسان تھے ہنسلی کے
یہ تینون سر بسر ممنون تھے ہر ایک پسلی کے

ولا یہ آپکے اعضا کے تھے اخلاقِ جسمانی
یہان جنکے بیان مین ہم نے دی دادِ سخندانی
۲۸۴ جوارح سے سوا تھے آپکے اخلاقِ روحانی
جھکی رہتی تھی گردن اور مروت نقشِ پیشانی

چنان می کرد گردن چرب[2] و نرم اندر سخن گفتن
کہ تارِ رشتۂ نرمی می پسندد در گہر سفتن

ولا گردنکش انکے سامنے گردن جھکاتے تھے
نہ سرکش و بروانکے کبھی گردن اٹھاتے تھے
۲۸۵ جو انکے امتثالِ حکم مین گردن ہلاتے تھے
نگہبان انکی گردن تیغِ ابروسے اڑاتے تھے

اسی گردنکا شہرہ گردن افرازونکے کانون مین
اسی گردنکی رفعت کا ہے چرچا آسمانون مین

اسی کا نام ہے فوارۂ سرچشمۂ کوثر
اسی سے لے چلے پیاسے صراحی اپنی بھر بھر کر
۲۸۶ صفات اسکے ہین نورانی مصفا و صفا پرور
یہی ہے دستۂ بلور یا مرآۃ پر جوہر

اس آئینے مین روشن عکس ہے خالق کی قدرتکا

[1] چنبر بقول فرہنگ آصفیہ گردن کی ہنسلی یا پسلی ہنسلی پر فرمایا ہے چنبر گردن وہ ہڈی جو گردن کے نیچے دونوں طرف سینے کے اوپر ہے
[2] گردن چرب و نرم گردن یعنی فرود آوردن

	وِلَا دل پر ہمارے نقش ہے صانع کی صنعت کا	

نمونہ ہے فلک اس گردنِ عالی کی رفعت کا اسی گردن پہ سارا بوجھ ہے عصیانِ اُمّت کا	۲۸۷	اسی گردن کا خم اظہار ہے حق کی اطاعت کا اسی گردن پہ سارا بارِ اُمّت کی شفاعت کا
	کبھی آنے نہ پایا بارِ احسان اُن کی گردن پر اُنھین کا ہے سراسر بارِ احسان اپنی گردن پر	
جفا پرواز کی گردن سے وہ ہرگز نہ ٹلتے تھے پکڑ کر انکی گردن باغیوں کے سر کچلتے تھے	۲۸۸	وِلَا نیزے پہ سر گردن اُڑا کر لے نکلتے تھے صفوفِ جنگ مین گردن اُٹھائے آپ چلتے تھے
	دِکھاتے تھے وہ عجز اپنا جھکا کر اپنی گردن کو بڑھاتے تھے ہمارے دل پھنسا کر اپنی گردن کو	
اسی گردن کا آگا حلق ہے اپنی زبانون پر یہی راہِ غذا ہے جس سے جاتی ہے غذا اندر	۲۸۹	جسے حلقوم کہتے ہین سخندانِ عجم اکثر غذاے پاک کا پیغامبر ہے حلقِ پیغمبر
	تنفّس کی ہے نالی اس مین جو ذرات چلتی ہے اسی رہ سے ہوا ہوتی ہے داخل اور نکلتی ہے	
ادب سے آپکے گردن جھکائے سب پوش تھے اسی گردن کے آگے سر جھکائے سارے سرکش تھے	۲۹۰	جمالِ حُسن سے حورانِ عالم آپ پر غش تھے صراحی دار گردن پر کیا کرتے سب آتش تھے

باین سخندانی کشیدم نقشِ گردن را
مجالِ[1] گردن دعوے کشیدن[2] دادہ ام تن را

دوشِ مبارک

۲۹۱
اگر بہزاد کا کاندھا پکڑ کر بڑھ چلین ہم بھی
بصیرت سے اگر کچھ کام اس فن مین لین ہم بھی
سراپا جنکے مورت اسکے سانچے مین ڈھلین ہم بھی
کسی دن پھر کفِ افسوس حسرت سے ملین ہم بھی

وِلا ممنونِ احسانم کہ دوشم[3] می دہد مانی
کہ نبود شیوہ کفرانِ نعمت در مسلمانی

۲۹۲
یہان گو ہم فنِ تصویر مین ہمدوشِ[4] مانی ہین
مگر تصویر کی پرواز مین جدت کے بانی ہین
نکاتِ فن سے ماہر عرف مین ارژنگِ ثانی ہین
مزا یہ ہے کہ اس فن مین بھی خلاق المعانی ہین

بصنعت دوشِ[5] خود بر میزنیم از موشگافیہا
خبر داریم از موضوعِ مصنوعات و ما فیہا

۲۹۳
وِلا تصویرِ دوشِ پاک مین اعجاز ہے اپنا
ہمارا جوہرِ ذاتی سخن پرداز ہے اپنا
بحمد اللہ صناعِ ازل دمساز ہے اپنا
فنِ نازک مین اس تصویر سے اعزاز ہے اپنا

بنقصِ صنعِ او چون می زنیم[6] ارژنگ را دوشے
چرا دوشے[7] خورد این مرد ہشیاری چو مدہوشے

[1] مجال دادن بمعنی فرصت دادن ۱۲
[2] گردن دعوی کشیدن بمعنی ناز کردن ۱۲
[3] دوش دادن بمعنی امداد و اعانت کردن ۱۲
[4] ہمدوش بمعنی ہمسر و نیز رجوع صفحہ ۱۲
[5] دوش بر زدن بمعنی ناز و غرور کردن ۱۲
[6] دوشے زدن بمعنی جدا کردن ۱۲
[7] دوشے خوردن بمعنی باز ماندن ۱۲

۲۹۴
خدا کی شان آتی ہے نظر شانون کی رفعت مین
جنھین کرسی سمجھتے ہین بانئ ورِ بلاغت مین
رہا کرتا ہے سارا ہاتھ انکے دستِ قدرت مین
کلائی اور کہنی پر ہین قادر اپنی قوت مین

یہین سے ابتدا ہے بازوِ دستِ مقدس کی
انھین پر انتہا آویزشِ گیسوے اقدس کی

۲۹۵
وِلا دوشِ مبارک منزلت مین عرش و کرسی ہین
یہ دو شانے ہین لیکن شانِ یکتائی مین ایکی ہین
کراماً کاتبین سے انکی تشبیہین سہانی ہین
علوِ مرتبت مین آسمانون سے یہ عالی ہین

روے اقدس اُنپر پردۂ ابرِ بہاری ہے
انھین پر بال ہین کالی گھٹا کی مشک باری ہے

۲۹۶
کفن مین اپنا مُنھ ڈھانپے ہوے آیا ہون ای سرور
وفورِ معصیت سے اپنے شرمندہ ہون سرتاسر
گنہ کے بار سے طاقت نہ تھی چلنے کی اے رہبر
سوار آیا ہون اپنے چار فرزندون کے کاندھون پر

بوصفِ دوشِ پاکت شاہدِ مقصد در آغوشم
کہ دوشم[1] دادی و من از گناہِ خود سبکدوشم[2]

۲۹۷
بنی تصویر جب شانے کی پھر شہرہ ہوا اپنا
اُمنڈ آئے تھے زائر اسقدر گھر بھر گیا اپنا
ہجومِ خلق سے شانہ چھل گیا اپنا
بڑھا تصویر دلجوے بغل مین حوصلا اپنا

بڑھی ہمت تو پھر ہم نے چڑھا لی آستین اپنی

[1] دوشم دارن یعنی سرگردن ۱۲
[2] سبکدوشن یعنی بار دور اتار دیا ۱۲

مسرت سے چمکتی تھی وِلاؔ روشن جبین اپنی

بغلِ مبارک

۲۹۸
بغل مین مار کر آئے تھے سامان حضرتِ مانی — مگر ہیات سے صورت پہ برستی تھی پریشانی
وِلاؔ انکی نہ ہوگی اس سے بڑھکر کوئی نادانی — مرے آگے دکھایا چاہتے تھے اپنی جولانی

بغل مین جو دبا رکھتے ہین نادان اپنے ایمان کو
کبھی نیچا دکھا سکتے نہین مردِ مسلمان کو

۲۹۹
وِلاؔ مانی کی خاکے ہی مین قلعی کھلگئی ساری — لگا ہیبت سے بغلین جھانکنے جُھٹ تھی عیاری
ندامت کا پسینہ سر بسر بغلونسے تھا جاری — روان تھی سیل جو بغلے سے دامن ہوگیا بھاری

وہان آنکھون مین ہم کو پھر نہ وہ صورت نظر آئی
یہان تصویرِ شایانِ بغل فوراً اُتر آئی

۳۰۰
یہی شانے کے نیچے کا ہے حصّہ جسمِ انسانسے — پہر و نکے جوڑ کا حافظ ہے اندازِ نگہبانسے
معانق آپ ہوتے تھے ہمیشہ اپنے مہمانسے — بغل گیری نے آگہ کر دیا اس حُسنِ پنہانسے

چہ تصویرے کہ چون تصویرِ جانان در بغل دارم
پئے وصفِ بغل ہا بر زبان لطفِ مَثَل دارم

۳۰۱
نفاست مین تری اسکی ہے مثلِ نافۂ آہو — پسینے کو ٹپکنے کا کبھی ملتا نہین قابو

وِلا ہم کو ملا تشبیہ مین تعریف کا پہلو / کہا نازک خیالون نے بغل کو غنچۂ خوشبو

بغل گیری سے مہمان جب مشرّف ہو کے آتے تھے
صفاتِ حُسن و تعریفِ بغل کو جان جاتے تھے

۳۰۲
سراپا مین سخن دانون نے اسکو ترک فرمایا / یہ اونکی مصلحت تھی ہم کو موقع اس کا ہاتھ آیا
حضورِ شاد مین جب ہم نے پڑھنے کا شرف پایا / تبسّم نے قبولیّت کا ہم کو رنگ دکھلایا

سخندان سارے بغلین جھانکتے ہین منھ چھپاتے ہین
خوشی سے اپنے بچّے اب وِلا بغلین بجاتے ہین

مُہرِ نبوت

۳۰۳
لبِ بہزاد پر مُہرِ خموشی کا سبب کیا ہے / ذرا پوچھے کوئی خاموش کیون ہے کسنے روکا ہے
بتائے ہم تمھین دیتے ہین اپنے فن مین یکتا ہے / سیانا ہے اسی مین خیر وہ اپنی سمجھتا ہے

یہان زورِ قلم کے ساتھ ہے تائیدِ یزدانی
بڑھے جب ہم تو وہ تھا اسے وِلا تصویرِ حیرانی

۳۰۴
ملا موقع زیارت کا ہمین حمّامِ سرور مین / کھڑے تھے ہم وہان پشتِ مبارک کے برابر مین
جما آنکھون مین پہلے عکس جیسے نور گوہر مین / وِلا تصویر تھی پھر قدرتِ دستِ سخنور مین

قلم سے کاغذِ روشن پہ جب نقشہ اُتر آیا

تو حُسنِ مُہر کا الفاظ پر مضمون اُبھر آیا		
اُتارا مین نے نقشِ پاک اس مُہرِ نبوت کا فنِ تصویر مین ہے یہ نمونہ میری صنعت کا	۳۰۵	یہ تمغاے رسالت ہے اسی مُہرِ شریعت کا یہی صنعت نمونہ ہے وِلا خالق کی قدرت کا
یہی تصویر مُہرِ لب بنی بہزاد و مانی کی رہی باقی نہ گنجایش کوئی اب لن ترانی کی		
وہ ختم المرسلین تھے اور یہ خاتم نبوّت کی علامت تھی اسی پر موے مشکین سے کتابت کی	۳۰۶	یہ مُہرِ آل تمغاے سند اُنکی رسالت کی یہ مُہرِ مستند سرنامۂ قانونِ قدرت کی
مسجّل اسمِ اعظم سے ہے یہ منشورِ ربّانی حقیقت مین اسی کی نقل تھی مُہرِ سلیمانی		
کھونکے درمیان مُہرِ نبوت کا جا سکّا غدودِ سرخ کی ہیأت مین تھا اِک گوشت کا اُبھار	۳۰۷	تو گردن عیان تھا قدرتی حلقہ نبوت کا شمائل مین ہوا اس مُہر کی تعظیم کا شہرا
شرف اندوز جب سلمان ہوے مُہرِ نبوت سے ہوے واقف وہ عالی رتبہ مُہرِ شریعت سے		
عزائم خوانِ افسون دان اسے مُہرِ شفا سمجھے سخندان اسکو مُہرِ خالقِ جلّ وعلا سمجھے	۳۰۸	امامیہ اسے مصداقِ مُہرِ کربلا سمجھے رسولِ دوسرا کو مُہرِ بردارِ خدا سمجھے

وِلاؔ مُہرِ دہانِ روزہ داران ہم سمجھتے ہین
یہان لطفِ سخن کو غیرِ صائم کم سمجھتے ہین

۲۰۹
کہا محسنؔ نے تھا اُس مُہر مین کلمہ شہادت کا
وثیقہ تھا یہی سردارِ عالم کی رسالت کا
اشارہ جس شہادت مین ہے اُس خالق کی وحدت کا
وِلاؔ پاتے ہین ہم کچھ اختلاف اس مین روایت کا

خدا ہی کو خبر اس واقعے کی کیا حقیقت تھی
ہُوا ہے اتفاق اس پر کہ وہ مُہرِ نبوّت تھی

۲۱۰
بِنا ہے آل تمغے کی یہان ترکون کی دولت سے
دول نے اس طریقے کو کیا جاری عقیدت سے
سلاطین نے لیا اس نگ کو مُہرِ نبوّت سے
یہان ہم کو ملی تائید اس آثارِ عزت سے

وِلاؔ زنگِ بلندش لطفِ تاریخی دہد مارا
کہ لاکِ سرخ شد تزئینِ عنوان آل تمغا را

دستِ مبارک

۲۱۱
قلم ہے ہاتھ مین میرے ترے ہاتھون کی مدحت مین
ہر اک مضمون برجستہ ہے میرے دستِ قدرت مین
مرا دل شوق سے ہاتھون اُچھلتا ہے کتابت مین
اُٹھے ہین ہاتھ لاکھون ہر طرف میری حمایت مین

اگر ہو جاے گا یہ کام سرور میرے ہاتھون سے
مین ہاتھون ہاتھ پاؤنگا صلہ ان تیرے ہاتھون سے

لہ مہر دہانِ روزہ داران [illegible]
[illegible] ۱۲
[illegible] ۱۲
[illegible] رسول مقبول
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳۱۲
حقیقت کھل گئی ہاتھوں سے تیرے اس مصور کی
بٹایا ہاتھ ہم نے بھی مگر اسکو نہ کچھ سوجھی
مبارک کام سے وہ ہاتھ دھو بیٹھا بہت جلدی
ہوئی دُنیا مین آخر اسکے ہاتھون اسکی رسوائی

پئے تصویر جب دستِ مبارک سے ہٹا جامہ
پکڑ کر رہ گیا بہزاد اپنے ہاتھ مین خامہ

۳۱۳
لگاتا ہاتھ مین جس کام کو ہون کر دکھاتا ہون
پھر اس تصویر کو دستِ مبارک سے ملاتا ہون
ابھی تصویر مین دستِ مبارک کی بناتا ہون
صلہ اس کا انھین ہاتھون سے ہاتھون ہاتھ پاتا ہون

شدم با او مصافح دستِ پاک او بدست من
قلم تشبیہِ دست و خامۂ من (پشیدست) من

۳۱۴
انھین ہاتھون مین ہے ساعد ہمین جو ٹر بازو کا
انھین مین نیز دستِ پاک ہے اور ہاتھ کا پنجا
انھین ہاتھون مین ہی کہنی انھین ہاتھون مین پہنچا
اسی مین ہے ہتھیلی انگلیان اور ناخنِ والا

ولا تعمیم دستِ پاک را تخصیص ہم باید
بیانِ ہر یکے در ملحقاتِ دست می آید

۳۱۵
انھین ہاتھونکو کافر بے امان تلوار کہتے ہین
زبان آور انھین کو حامیِ بیکار کہتے ہین
مسلمانانِ عالم قاتلِ کفار کہتے ہین
ہم انکو حاملِ شمشیرِ جوہر دار کہتے ہین

انھین ہاتھون وہ اپنی میان سے باہر نکلتی ہے

انھین ہاتھون سے وہ کفّار کی گردن پہ چلتی ہے

۳۱۶ انھین ہاتھون سے وہ کفّار پر نیزہ چلاتے تھے
انھین ہاتھونکی ہیبت سے عدو کو دست آتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جو دشمنونکے دل ہلاتے تھے
یہی وہ ہاتھ ہین جن سے عدو پر فتح پاتے تھے

انھین ہاتھونکی قوت سے گھٹی کفّار کی طاقت
انھین ہاتھونکے صدقے مین بڑھی اسلام کی قوت

۳۱۷ یہی رازِ حمایت ہین یہی ہین حامیِ اُمّت
یہی ہین بانیِ مذہب یہی ہین حافظِ ملّت
انھین ہاتھون مین ہی طاقت انھین ہاتھونمین ہی قوت
انھین کو نکتہ سنجون نے کہا ہے خالقِ نصرت

انھین ہاتھون سے وہ تلوار کافر پر اُٹھاتے تھے
انھین ہاتھون سے وہ کفّار کو نیچا دکھاتے تھے

۳۱۸ جو تو چاہے کرے سب کچھ ہے تیرے دستِ قدرت مین
دلِ عالم ہین تیرے ہاتھ مین تو انکی خدمت مین
مقدّر دست بستہ ہے یہان تیری اطاعت مین
ملائک ہاتھ پھیلائے ہوئے تیری حکومت مین

اشارے پر ترے تقدیر تیرے ساتھ ہوتی ہے
ترے احکام کی تعمیل ہاتھون ہاتھ ہوتی ہے

۳۱۹ ترا دستِ مبارک دستگیرِ ناتوانان ہے
ترا دستِ حمایت دستِ برِ دل کا نگہبان ہے
اسی کا وصف گوہر بار ہے اور گوہر افشان ہے
ترے دستِ کرم پر حاتمِ طائی بھی قربان ہے

لہ دست بیدل آشنا بند
عاجز و ناتوان و ضعیف ۱۲

بدرگاہِ خدا بھرِ دعا چون دست برداری
باستقبالِ او آید اجابت از درِ باری

بازوے مبارک

۳۲۰
پھڑکنے جب لگے بازو تو پھر آنے لگی خوشبو
ہٹی ساعد[۱] سے جب چادر نظر آنے لگے بازو
سواری آگئی اور سامنے تھی قامتِ دلجو
مرے بختِ ساعد سے ملا تصویر کا قابو

ادب سے ہاتھ کو بوسہ دیا قدمون پہ سر رکھا
مگر بازو کو مین نے اے وِلاؔ پیشِ نظر رکھا

۳۲۱
مری خوش قسمتی سے ساتھ تھا تصویر کا سامان
ملا یا بازوِ اقدس سے پھر اسپر ہوا قربان
بچاکر آنکھ مین نے لی ولاؔ تصویرِ عالیشان
بلورین ساعد[۱] منقوش پر مین خود رہا حیران

اسی تصویر کو بندِ مسدس مین دکھاتا ہون
جسے مین ساعدِ خوبان کا بازو بند پاتا ہون

۳۲۲
وِلاؔ اس ساعدِ سیمین سے جب ہاتھ آگئی دولت
قبا کی آستین ہے پردۂ فانوس کی صورت
اسی دولت سے ہاتھون ہاتھ پیدا ہوگئی قوت
اسی فانوس سے اس شمعِ ساعد کی ہوئی زینت

یہان تشبیہِ شمعِ طور سے پُرنور ہے بازو
مرے زخمِ جگر کا مرہمِ کافور ہے بازو

[۱] یہان ساعد بمعنی بازو ہے۔ فارسی اور عربی کا استعمال بازو اور کلائی دونون کے لئے ہے ۱۲

۳۲۳
حکومت ہے اسی کی جسم مین کہنی سے شانے تک
اسی کے زور سے زورِ کمان اور قوّتِ ناوک
اسی سے تھے مخاطب شاہِ عضدالدولہ زیرک
اسی کے زورِ بازو تھے علیِّ مرتضیٰ بیشک
اسی بازو کی قوّت قوّتِ بازوے حیدر تھی
شجیعانِ عرب کے زورِ بازو کا یہ جوہر تھی

۳۲۴
ولا وصفِ اعانت ساعدِ انور پہ شیدا ہے
مساعد بخت ہین اپنے جو اس ساعد کو دیکھا ہی
بلورین ساعد اس کا سینۂ ماہی سے پیدا ہے
نظر آتی ہین جس مین مچھلیان وہ سیلِ دریا ہے
اعانت جسکو اس بازو سے ہو وہ کیون نہ پار اُترے
جو اسکو دیکھ لے دریا تو موجون کا خمار اُترے

آرنج مُبارک (کہنی)

۳۲۵
ولا بازو سے آگے بڑھ کے ہم کہنی پہ آتے ہین
یہان مسند پہ کہنی ٹیک کر خاکا جماتے ہین
لقاے بندگاہِ ساعد و بازو دکہاتے ہین
ہلا تا ہاتھ ہے بہزاد ہم کہنی چلاتے ہین
یہان بہزاد کی کہنی پہ ہم ہرگز نہ جاینگے
نزاکت سے ولا تصویر اسکی خود بناینگے

۳۲۶
اسی پر اے ولا کرسی نشینون کا سہارا ہے
اسی مرفق کے ٹیکے پر یہان اپنا گزارا ہے
اسی کا حالتِ غفلت مین کیا اچھا اشارا ہے
اسی مرفق مین وصفِ نازکِ رِفق و مدارا ہے

نظر آئی وضوے مصطفےٰ مین نازنین اپنی
چڑہائی تھی پیمبر نے اُسی تک آستین اپنی

۳۲۷
سہارے سے اسی مفصل کے ہم ہر دم سنبھلتے ہین
سمندر مین سفینے اسکی یامردی سے چلتے ہین
اسی اک جوڑ سے دن بھر مین سیون کام چلتے ہین
اسی کہنی کی ٹکر سے ہزارون دل دہلتے ہین

مقولہ ہے عرب کا اے وِلا اسباب مین برحق
جراحُ السیف شئیٌ ھیّنٌ من ضربۃِ المرفق

ساعدِ مبارک (کلائی)

۳۲۸
مین پہنچا آپکے پہنچے پہ جب وصفِ سراپا مین
حقیقت مین ہین یہ دو ہڈیان دستِ توانا مین
نظر آنے لگی اک شاخِ نازک سروِ بالا مین
دو نالی ہے تمنچہ ہو بہو اُس دستِ یکتا مین

یہ دو ضربی تمنچہ جب صفِ لشکر پہ چلتا ہے
وِلا ہیبت سے سارے کافرونکا دل دہلتا ہے

۳۲۹
یہان کہنی کے آگے آپکی نازک کلائی ہے
اسی نازک بدن کی اپنے پنچے تک رسائی ہے
نزاکت کی بدولت اس مین وصفِ دلربائی ہے
عزیزو اسکی فطرت مین سراپا خودنمائی ہے

کلائی آستین سے خود بخود باہر نکلتی ہے
مسیحا کی ہے یہ رہبر اسی مین نبض چلتی ہے